انفاق فی سبیل اللہ

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ

اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنفاق فی سبیل اللہ

برادرانِ اسلام!

اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کا یہ قاعدہ رکھا ہے کہ پہلے تو نیکی اور بھلائی کے کاموں کا عام حکم دیا جاتا ہے۔ تاکہ لوگ اپنی زندگی میں عموماً بھلائی کا طریقہ اختیار کریں۔ پھر اسی بھلائی کی ایک خاص صُورت اختیار کی جاتی ہے تاکہ اس کی خاص طور پر پابندی کی جائے۔ مثال کے طور پر دیکھئے کہ اللہ کی یاد ایک بھلائی ہے۔ سب سے بڑی بھلائی اور تمام بھلائیوں کا سرچشمہ۔ اس کے لئے عام حکم ہے کہ اللہ کو ہمیشہ ہر حال میں۔ ہر وقت یاد رکھو اور کبھی اس سے غافل نہ ہو:۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا	کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اللہ کی یاد
وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ وَ اذْكُرُوا	میں لگے رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو
اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○	تاکہ تم کو فلاح نصیب ہو +
اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ	بے شک آسمانوں اور زمین کی بناوٹ
الْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ	میں اور رات اور دن کے باری باری

وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ
الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا
وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ
وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ
هٰذَا بَاطِلًا ۚ

سے آنے میں ان لوگوں کے لئے اللہ کی بہت سی نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں۔ جو خدا کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے یاد کرتے رہتے ہیں اور جو آسمانوں اور زمین کی بناوٹ پر غور کر کے بے اختیار بول اٹھتے ہیں کہ پروردگار تو نے یہ کارخانہ بے کار نہیں بنایا ہے +

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ
عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ
وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○

اور اس شخص کی بات نہ مانو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل پایا ہے اور جو اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ گیا ہے اور جس کے سارے کام حد سے گزرے ہوئے ہیں +

یہ اور بہت سی ایسی آیات ہیں جن میں حکم دیا گیا ہے کہ ہمیشہ ہر حال میں خدا کی یاد جاری رکھو۔ کیونکہ خدا کی یاد ہی وہ چیز ہے جو آدمی کے معاملات کو درست رکھتی ہے۔ جہاں آدمی اس کی یاد سے غافل ہوا اور بس نفسانی خواہشوں اور شیطانی وسوسوں نے اس پر قابو پا لیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ راہ راست سے بھٹک کر اپنی زندگی کے معاملات میں حد سے گذرنے لگے گا +

دیکھئے! یہ تو تھا عام حکم۔ اب اسی یادِ الٰہی کی ایک صُورت تجویز کی گئی۔ نماز اور نمازیں بھی پانچ وقت میں چند رکعتیں فرض کر دی گئیں جن میں بیک وقت پانچ چھ منٹ سے زیادہ صرف نہیں ہوتے۔ اس طرح چند منٹ اس وقت اور چند منٹ اس وقت یادِ الٰہی کو فرض کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بس آپ اتنی ہی دیر کے لئے خدا کو یاد کریں اور باقی وقت اس کو بُھول جائیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم اتنی دیر کے لئے تم کو بالکل خدا کی یاد میں لگ جانا چاہیئے۔ اس کے بعد اپنے کام بھی کرتے رہو اور ان کو کرتے ہُوئے خدا کو بھی یاد کرو۔

بس ایسا ہی معاملہ زکوٰۃ کا بھی ہے۔ یہاں بھی ایک حکم عام ہے اور ایک خاص۔ ایک طرف تو یہ ہے کہ بخل اور تنگ دلی سے بچو کہ یہ برائیوں کی جڑ اور بدیوں کی ماں ہے۔ اپنے اخلاق میں اللہ کا رنگ اختیار کرو جو ہر وقت بے حد و حساب مخلوق پر اپنے فیض کے دریا بہا رہا ہے۔ حالانکہ کسی کا اس پر کوئی حق اور دعویٰ نہیں ہے۔ راہِ خدا میں جو کچھ صرف کر سکتے ہو کرو۔ اپنی ضرورتوں سے جتنا بچا سکتے ہو بچاؤ اور اس سے خدا کے دوسرے ضرورتمند بندوں کی ضرورتیں پُوری کرو۔ دین کی خدمت میں اور اللہ کا کلمہ بلند کرنے میں جان اور مال سے کبھی دریغ نہ کرو۔ اگر خدا سے محبت رکھتے ہو تو مال کی محبّت کو خدا کی محبّت پر قربان کر دو۔ یہ تو ہے عام حکم اور اس کے ساتھ

ہی خاص حکم یہ ہے کہ اس قدر مال اگر تمہارے پاس جمع ہو تو اس میں سے کم از کم اتنا خدا کی راہ میں ضرور صرف کرو اور اتنی پیداوار تمہاری زمین میں ہو تو اس میں سے کم از کم اتنا حصّہ تو ضرور خدا کی راہ میں نذر کر دو جس طرح چند رکعت نماز فرض ادا کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بس یہ رکعتیں پڑھتے وقت خدا کی یاد کرو اور باقی سارے وقتوں میں اس کو بھول جاؤ۔ اسی طرح مال کی ایک چھوٹی سی مقدار راہِ خدا میں صرف کرنا جو فرض کیا گیا ہے اس کا مطلب بھی یہ نہیں ہے کہ جن لوگوں کے پاس اتنا مال ہو بس انہی کو راہِ خدا میں صرف کرنا چاہئے اور جو اس سے کم مال رکھتے ہوں۔ انہیں اپنی مٹھیاں بھینچ لینی چاہئیں۔ اور اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ مالدار لوگوں پر جتنی زکوٰۃ فرض کی گئی ہے بس وہ اتنا ہی خدا کی راہ میں صرف کریں۔ اور اس کے بعد کوئی ضرورتمند آئے تو اُسے جھڑک دیں یا دین کی خدمت کا کوئی موقع آئے تو کہہ دیں کہ ہم تو زکوٰۃ دے چکے۔ اب ہم سے ایک پائی کی بھی امید نہ رکھو۔ زکوٰۃ فرض کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اسکا مطلب دراصل یہ ہے کہ کم از کم اتنا مال تو ہر مالدار کو راہِ خدا میں دینا ہی پڑیگا۔ اور اس سے زیادہ جس شخص سے جو کچھ بن آئے وہ اس کو صرف کرنا چاہئے +

اب میں عام حکم اور خاص حکم دونوں کی تھوڑی سی تشریح بیان کرونگا +

قرآن مجید کی یہ خصوصیّت ہے کہ وہ جس چیز کا حکم دیتا ہے اسکی حکمتیں

اور مصلحتیں بھی وہ خود ہی بتا دیتا ہے۔ تاکہ محکوم کو بھی یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ یہ جو حکم دیا ہے اس کی وجہ کیا ہے اور اس کا فائدہ کیا ہے۔ قرآن مجید کھولتے ہی جس آیت پر آپ کی نظر پڑتی ہے وہ یہ ہے کہ:-

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

یہ قرآن ایسی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ ان پرہیزگار لوگوں کی زندگی کا سیدھا راستہ بتاتی ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں

اس آیت میں یہ اصل الاصول بیان کر دیا گیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں سیدھے راستہ پر چلنے کے لئے تین چیزیں لازمی طور پر شرط ہیں۔ ایک ایمان بالغیب دوسرے نماز قائم کرنا تیسرے جو رزق بھی اللہ نے دیا ہو۔ اس میں سے راہِ خدا میں خرچ کرنا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ:-

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۝

تم نیکی کا مقام پا ہی نہیں سکتے جب تک خدا کی راہ میں وہ چیزیں خرچ کرو جن سے تم کو محبت ہے۔

پھر فرمایا:-

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ

شیطان تم کو ڈراتا ہے کہ خرچ کرو گے

يَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ — تو فقیر ہو جاؤ گے۔ وہ تمہیں شرم کی بات یعنی بخیلی کی تعلیم دیتا ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوا:۔

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ — اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو (کہ راہِ خدا میں خرچ نہ کرنے کے معنی ہلاکت اور بربادی کے ہیں)

آخر میں فرمایا کہ:۔

وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ — اور جو تنگدلی سے بچ گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔

ان سب آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا میں انسان کے لئے زندگی بسر کرنے کے دو راستے ہیں۔ ایک خُدا کا راستہ ہے جس میں نیکی اور بھلائی اور فلاح اور کامیابی ہے۔ اس راستے کا قاعدہ یہ ہے کہ آدمی کا دل کھُلا ہُوا ہو۔ جو رزق بھی تھوڑا یا بہت اللہ نے دیا ہو اُس سے خود اپنی ضرورتیں بھی پُوری کرے اور اپنے بھائیوں کی مدد بھی کرے اور اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لئے بھی خرچ کرے۔ دُوسرا راستہ شیطان کا راستہ ہے جس میں بظاہر تو آدمی کو فائدہ ہی فائدہ نظر آتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ہلاکت اور بربادی

کے سوا کچھ نہیں۔ اس راستہ کا قاعدہ یہ ہے کہ آدمی دولت سمیٹنے کی کوشش کرے اور پیسے پیسے پر جان دے اور اس کو دانتوں سے پکڑ کر رکھے تاکہ خرچ نہ ہونے پائے۔ اور خرچ ہو بھی تو بس اپنے ذاتی فائدے اور اپنے نفس کی خواہشات پر ہو۔

اب دیکھئے کہ خدائی راستہ پر چلنے والوں کے لئے راہِ خدا میں خرچ کرنے کے کیا طریقے بیان ہوتے ہیں۔ میں ان سب کو نمبروار بیان کرتا ہوں:-

ا۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ خرچ کرنے میں صرف خدا کی رضا اور اس کی خوشنودی مطلوب ہو۔ کسی کو احسان مند بنانے یا دنیا میں نام کرنے کے لئے خرچ نہ کیا جائے:-

وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ	تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو اس سے اللہ کی رضا کے سوا تمہارا اور کوئی مقصود نہیں ہوتا۔
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ	اے اہلِ ایمان اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور اذیت دے کر اس شخص کی طرح ضائع نہ کر دو۔ جو لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کے

صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ	خرچ کی مثال تو ایسی ہے جیسے ایک چٹان پر مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برسے تو ساری مٹی بہ جائے اور بس صاف چٹان کی چٹان رہ جائے۔

۲- دُوسری بات یہ ہے کہ کسی کو پیسہ دے کر یا روٹی کھلا کر یا کپڑا پہنا کر احسان نہ جتایا جائے اور ایسا برتاؤ نہ کیا جائے جس سے اُس کے دل کو تکلیف ہو۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى	جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور پھر خرچ کر کے احسان نہیں جتاتے اور تکلیف نہیں پہنچاتے ان کے لئے خدا کے ہاں اجر ہے اور ایسے کسی نقصان کا خوف یا رنج نہیں۔ رہی وہ خیرات جس کے بعد تکلیف پہنچائی جائے تو اس سے تو یہی بہتر ہے کہ سائل کو نرمی سے ٹال دیا جائے اور اُس سے کہہ دیا جائے کہ بھائی معاف کرو

۳- تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ خدا کی راہ میں اچھا مال دیا جائے۔ بُرا چھانٹ

کر نہ دیا جائے۔ جو لوگ کسی غریب کو دینے کے لئے پھٹے پرانے کپڑے تلاش کرتے ہیں یا کسی فقیر کو کھلانے کے لئے بدتر سے بدتر کھانا نکالتے ہیں ان کو بس ایسے ہی اجر کی خدا سے بھی توقع رکھنی چاہئے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا	اے اہل ایمان جو کچھ تم نے کمایا ہے اور
مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ	جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا
وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ	ہے اس میں سے اچھا مال خدا کی راہ میں
الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ	دو۔ یہ نہ کرو کہ خدا کی راہ میں دینے کے
مِنْهُ تُنفِقُونَ ٥	لئے بُرے سے بُرا تلاش کرنے لگو۔

۴۔ چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو چھپا کر خرچ کیا جائے تاکہ ریا اور نمود کی آمیزش نہ ہونے پائے۔ اگرچہ کھلے طریقے سے بھی خرچ کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر ڈھانک چھپا کر دینا زیادہ بہتر ہے +

وَإِن تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا	اگر کھلے طریقہ سے خیرات کرو تو یہ بھی اچھا
هِيَ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا	ہے لیکن اگر چھپا کر غریب لوگوں کو دو
الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ	تو وہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور
يُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ	اس سے تمہارے گناہ دُھلتے ہیں۔

۵۔ پانچواں قاعدہ یہ ہے کہ کم عقل اور نادان لوگوں کو ان کی ضرورت سے زیادہ نہ دیا جائے کہ بگڑ جائیں اور بُری عادتوں میں پڑ جائیں۔ بلکہ ان کو

جو کچھ دیا جائے ان کی حیثیت کے مطابق دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ پیٹ کو روٹی اور پہننے کو کپڑا تو ہر بُرے سے بُرے اور بدکار سے بدکار کو بھی ملنا چاہئے۔ مگر شراب نوشی اور چانڈو اور گانجے اور جُوئے بازی کے لئے رذیل لوگوں کو پیسہ نہ دینا چاہئے +

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ	اپنے اموال جن کو اللہ نے تمہارے لئے
الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ	زندگی بسر کرنے کا ذریعہ بنایا ہے نادان
قِيَامًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا	لوگوں کے حوالہ نہ کرو البتہ ان اموال میں سے
وَاكْسُوْهُمْ	ان کو کھانے اور پہننے کے لئے دو +

۶۔ چھٹا قاعدہ یہ بیان ہوا ہے کہ اگر کسی آدمی کی ضرورت پُوری کرنے کے لئے اس کو قرض حسن دیا جائے تو تقاضے کر کے اُسے پریشان نہ کیا جائے بلکہ اس کو اتنی مہلت دی جائے کہ وہ آسانی سے ادا کر سکے۔ اور اگر واقعی یہ معلوم ہو کہ وہ ادا کرنے کے قابل نہیں ہے اور تم اتنا مال رکھتے ہو کہ اس کو آسانی کے ساتھ معاف کر سکتے ہو تو بہتر یہ ہے کہ معاف کر دو +

وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ	اگر قرضدار تنگ دست ہو تو اُسے
اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا	خوشحال ہونے تک مہلت دو اور صدقہ
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ	کر دینا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر
تَعْلَمُوْنَ ○	تم اس کا فائدہ جانو۔

۷۔ ساتواں قاعدہ یہ ارشاد ہُوا ہے کہ آدمی کو خیرات کرنے میں بھی حد سے نہ گزرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر خیرات کی جائے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ سیدھے سادے طریقے سے زندگی بسر کرنے کے لئے جتنی ضرورت انسان کو ہوتی ہے اتنا اپنی ذات پر اور اپنے بال بچوں پر صرف کرے اور جو باقی بچے اُسے خدا کی راہ میں دے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۗ	پوچھتے ہیں کہ ہم کیا خرچ کریں؟ اے نبی!
قُلِ الْعَفْوَ	کہدو کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو۔
وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ	اللہ کے نیک بندے وہ ہیں کہ جب خرچ
يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ	کریں تو نہ فضول خرچی کریں اور نہ بہت
بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا	تنگی کر جائیں۔ بلکہ ان کا طریقہ ان
(الفرقان ع ۵)	دونوں انتہاؤں کے بیچ میں ہو۔
وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً	نہ تو اپنا ہاتھ اتنا سکیڑ لو کہ گردن سے
اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا	بندھا ہُوا ہے اور اتنا کھول دو کہ
كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا	حسرت زدہ بیٹھے رہو اور لوگ بھی تم
مَّحْسُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل ع ۳)	کو ملامت کریں۔

۸۔ آخر میں یہ بھی سُن لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے مستحقین کی پُوری فہرست

بتا دی ہے۔ جس کو دیکھ کر آپ کو معلوم ہو سکتا ہے کہ کون کون لوگ آپ کی مدد کے مستحق ہیں۔ اور کن کا حق اللہ تعالیٰ نے آپ کی کمائی میں رکھا ہے:۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ	اپنے غریب رشتہ دار کو اس کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو۔
وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ	اور نیک وہ ہے جو خدا کی محبت میں مال دے اپنے غریب رشتہ داروں کو اور یتیموں اور مسکینوں کو اور مسافر کو اور ایسے لوگوں کو جن کی گردنیں غلامی اور اسیری میں پھنسی ہوئی ہوں۔
وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ	اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قربت دار پڑوسیوں اور پاس کے بیٹھنے والوں اور مسافروں اور اپنے لونڈی غلاموں کے ساتھ سلوک کرتے رہو۔
وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ	اور نیک لوگوں کی محبت میں مسکین اور

مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝

یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تم کو محض خدا کے لئے کھلاتے ہیں۔ تم سے کوئی بدلہ یا شکریہ نہیں چاہتے۔ ہم کو تو اپنے خدا سے اس دن کا ڈر لگا ہوا ہے جس کی شدت کی وجہ سے لوگوں کے منہ سکڑ جائیں گے اور تیوریاں چڑھ جائیں گی۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

خیرات ان فقیروں کے لئے ہے جو اپنا سارا وقت خدا کے کام میں دے کر ایسے گھر گئے ہیں کہ اپنی روٹی کمانے کے لئے دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے ان کی خودداری کو دیکھ کر تم گمان کرتے ہو کہ وہ غنی ہیں مگر ان کی صورت دیکھ کر تم پہچان سکتے ہو کہ ان پر کیا گزر رہی ہے (ان کو خود جا کر دو۔ کیونکہ) وہ ایسے لوگ نہیں ہیں کہ لوگوں سے لپٹ لپٹ کر مانگتے پھریں۔ ان کو ڈھانک چھپا کر جو کچھ بھی تم خیرات دو گے۔ اللہ کو اسکی خبر ہوگی اور وہ اس کا بدلہ دے گا۔